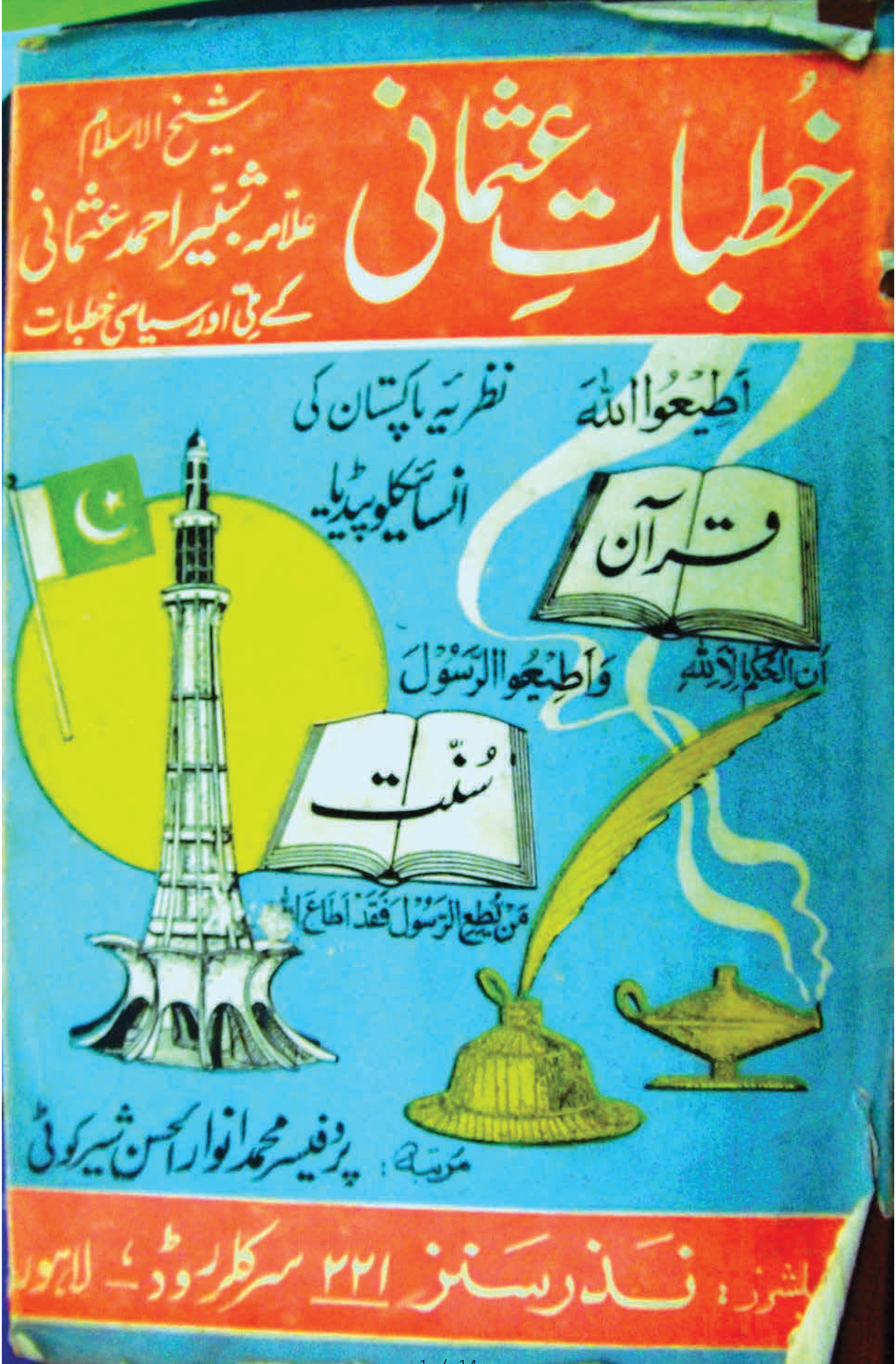

خُطباتِ عثمانی
شیخ الاسلام
علامہ شبیر احمد عثمانی
کے ملی اور سیاسی خطبات
نظریہ پاکستان کی
انسائیکلوپیڈیا
اَطِیعُوا اللّٰہَ
قرآن
اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہ
وَاَطِیعُوا الرَّسُول
سُنّت
مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللّٰہ
مرتبہ: پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی
پبلشرز: نذر سنز ۲۲۱ سرکلر روڈ، لاہور

خطباتِ عثمانی

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی

کے

ملی، سیاسی اور نظریۂ پاکستان سے متعلق عالمانہ خطبات، مکتوبات اور
مکالمات کا مکمل مجموعہ

○

مرتبہ

پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی

○

ناشر
نذر سنز
۲۲۱ سرکلر روڈ، اردو بازار

لیسے فاسد عناصر سے لیگ کو صاف کر کے دم لیں گے۔ واللہ الموفق۔

مسلم آزادی اور طوطا ــــــ اور گربہ مسکین کی مثال

کہا جاتا ہے کہ مسلم لیگ، انگریز کی حکومت اور سیطرۃ (مکمل طور پر) آزاد ہونا اور آزادی دلانا نہیں چاہتی۔ بلکہ غیر ذات الشوکۃ (غیر صاحب قدرت) ہی کے پیچھے پڑی رہتی ہے۔ اس کے برخلاف کانگریس کا مطمح نظر آزادی کامل ہے اور اس کے لئے وہ بڑی بڑی قربانیاں کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انسان تو انسان حیوانات کو بھی آزادی محبوب ہے ایک طوطا جو قفس میں سالہا سال بند رہے جب قفس کا دروازہ کھولئے قید سے نکل کر اڑ جانے کا خواہش مند ہوگا لیکن اگر وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو کہ پنجرہ کے گرد گربہ مسکین گشت لگا رہی ہے تو قفس کا دروازہ کھلنے پر بھی بجائے باہر نکلنے کے اُلٹا قفس کی تیلیوں کو چمٹنے لگے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نکلنے کی صورت میں اصل زندگی ہی کا خاتمہ ہے۔

کیا ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان آزادی کے طلبگار نہ ہوں؟ چنانچہ کانگریس کی طرح مسلم لیگ بھی آزادی کامل اپنا نصب العین رکھتی ہے۔ لیکن کچھ تو پہلے سے اور زیادہ تر شملہ کانفرنس کے بعد مسلمان یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہندو کانگریسیوں کا مقصد ہی کچھ اور ہے ان کی اکثریت میں ہم مدغم ہو کر آزادی کامل تو کیا حاصل کرتے اپنی قومی ہستی ہی کو فنا کر بیٹھیں گے۔ جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ آخر قربانیاں کاہے کے لئے کریں؟ قربانی کوئی مقصد تو نہیں ذریعہ اور وسیلہ ہے اگر حصول مقصد کی توقع اُس سے نہ ہو بلکہ خلاف مقصد کو تقویت پہنچنے کا اندیشہ ہو تو قربانی کس کام کی؟ بقول اکبر مرحوم ؎

ناچیز ہے سکوں تو تلاطم بھی نہیں کچھ
ہم کچھ نہیں یہ سچ ہے مگر تم بھی نہیں کچھ

استعانت بالکفار اور غلبۂ اسلام کی شرط

ہمارے فقہائے حنفیہ نے امام محمدؒ اور طحطاوی رحمہما اللہ سے لے کر علامہ ابن عابدینؒ تک کسی نے اس مسئلہ سے انکار نہیں کیا کہ ایک قوم کے مقابلہ پر دوسرے کفار کو مدد دینا یا اُن سے مدد لینا اُسی وقت جائز ہے جبکہ حکم اسلام ظاہر (غالب) ہو۔ یہ اسی لئے کہ مسلمانوں کی جانیں اور اموال اسلامی نقطۂ نظر سے بیکار ضائع نہ جائیں۔

صاحب بدائع نے تو یہاں تک لکھدیا کہ استعانت بالکفار علی الکفار ان سے معاہدہ کرنے کے بعد بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ ان کے غدر سے کسی وقت مسلمان مامون نہیں۔ علت یہ بیان

کی ہے کہ "فان العداوۃ الدینیۃ تحملھم علیہ" کہ نفس مذہبی عداوت ان کو غدر اور بدعہدی پر ابھارے گی۔ آگے صرف حالت اضطرار کا استثناء فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اضطرار کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس کے سوا کوئی اور رستہ باقی نہ رہے۔

اب آپ تمام حالات موجودہ کا جائزہ لے کر اندازہ فرمالیں کہ اس وقت ہم اس چیز کے لئے مضطر ہیں یا نہیں۔

سب ملکر لیگ کا پاکستانی راستہ اختیار کرلیں

میری عرض یہ ہے کہ ایک مرتبہ سب مل کر لیگ کا پاکستانی راستہ بھی اختیار کر کے دیکھ لیں۔ کیا بعید کہ سب مسلمان اگر مل کر اور ایک زبان ہو کر اسی چیز کا مطالبہ کریں تو اسی راستے سے منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔

اللہ کے فضل و رحمت سے امیدوار رہنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی اور اجمالی مطالبہ میں وزن پیدا کردے گا اور فتح و نصرت شامل حال ہوگی۔ لیکن اس اجماعی اور اجتماعی طاقت کا فراہم ہونا ہی وقت کا دشوار ترین مسئلہ بن رہا ہے اور امت مسلمہ کا تفرق و تحزب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ہر ایک مفید تحریک کے پروان چڑھنے میں یہی خلیج آڑے آجاتی ہے، ہر جماعت کے غیر ذمہ دار لوگ بلکہ بعض اوقات بعض ناعاقبت اندیش ذمہ دار بھی اس خلیج کو پاٹنے کی بجائے اپنے تغافل یا تساہل سے اور وسیع تر کرتے چلے جاتے ہیں۔

حُسنِ اخلاق کی نصیحت

جب ایک جانب سے قائد اعظم کی جگہ کافر اعظم اور ملعون و عیار وغیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو لاکھوں اشخاص کے سینوں میں یہ لفظ تیر و نشتر بن کر لگتے ہیں۔ دوسری طرف اگر مولانا ابو الکلام آزاد یا مولانا حسین احمد مدنی کے ساتھ کوئی ناشائستہ اور گستاخانہ معاملہ کیا جاتا ہے تو نہ صرف اُن کے معتقدین بلکہ ہزارہا اُن مسلمانوں .... کے قلب و جگر بھی چھلنی ہو جاتے ہیں۔ جن کو اُن کے سیاسی مسلک سے اختلاف ہے۔ کسی جماعت کے کسی بڑے آدمی یا کسی عالم دین کو اس طرح بے آبرو کرنا یا اس پر خوش ہونا پرلے درجہ کی شقاوت ہے اور حماقت ہے اس سے ساری قوم کی ہوا خیزی، رسوائی بے عزتی ہوتی ہے۔ اور جو لوگ نیک دلی سے تحریکات میں کسی طرف حصہ لیتے ہیں اُن کے لئے یہ چیز ناقابل برداشت حد تک پہنچ جاتی ہے۔

پھر یہ منظر دیکھ کر بہت سے لوگ جو کسی طرف آنا چاہتے ہیں وہ اپنے ارادے سے رُک جاتے ہیں۔ اور اندر آئے ہوئے باہر نکلنے لگتے ہیں۔

تمام جماعتوں کے اعاظم رجال کا فرض ہے کہ پوری توجہ اور قوت سے ایسی رکیک حرکات کا انسداد کریں اور حق تعالیٰ کے اس فرمان کو ہمہ وقت پیش نظر رکھیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ط رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔

شبیر احمد عثمانی

از دیوبند

۱۷ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء

علامہ عثمانی کے پیغام کا کلکتہ طول و عرض ہند میں

خیر مقدم

جب یہ پیغام کل موتمر ہند جمعیت العلمائے اسلام میں پڑھا گیا تو مسلمانوں نے اس کا شاندار خیر مقدم کیا اور ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی بلکہ ہندوستان کے طول و عرض میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ یہ پیغام قلمی تھا طبع نہیں ہوسکا تھا۔ اجلاس کے بعد جب اس کو طبع کیا گیا تو سید محمد قریش صاحب (شمسی) ناظم کل ہند جمعیۃ العلماء اسلام نے ۷ر نومبر ۱۹۴۵ء کو پیغام کے اول میں حسب ذیل تعارف یا مقدمہ لکھ کر چھپوایا جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"آج ہم بصد شکر و امتنان شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ جانشین شیخ الہند کا وہ ایمان افروز پیام اور مکتوبات[۱] گرامی شائع کرتے ہیں جو ملت اسلامیہ ہند کیلئے تحریک استقلال

۱ یہ وہی مکتوبات ہیں جو پیغام سے پہلے درج ہیں۔ مرتب

کی تاریخ میں ایک باب فتح و کامرانی کے عنوان زریں کی حیثیت رکھتے ہیں حضرت علامہ موصوف بہ نفس نفیس آل انڈیا جمعیۃ العلماء اسلام کانفرنس میں شرکت کے آرزومند تھے کیونکہ دفاع دین و ملت سے متعلق احساس فرض نے آپ کو بے چین و مضطرب کرکے گوشۂ عزلت سے نکلنے پر مجبور کردیا ہے لیکن حضرت علامہ ایک عرصے سے سخت علیل[۱] اور گو پہلے سے اب روبصحت ہیں تاہم ایام اجلاس (اواخر اکتوبر ۱۹۴۵ء) میں طویل سفر کا تحمل نہیں کرسکتے تھے۔ بنابریں حضرت علامہ مدظلہ (اب رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے ایک نمائندہ خصوصی حضرت مولانا ظہور احمد صاحب سابق استاد دارالعلوم دیوبند کو خاص طور پر اپنی طرف سے آل انڈیا جمعیۃ العلماء اسلام کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا۔ یہ نمائندہ خصوصی دیوبند سے ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو سہ پہر کے وقت کلکتہ پہنچے اور اسی شب کو یہ پیغام حضرت مولانا متین صاحب فاضل دیوبند و خطیب انبالہ چھاؤنی نے نہایت بلند صاف اور دلنشین آواز میں پڑھ کر سنایا۔ عظیم الشان پنڈال، سارا محمد علی پارک اور اطراف و جوانب کے علاقے کے مسلمانوں سے معمور (بھرے پڑے) تھے۔ پیغام نے ایک عالم بے خودی پیدا کردیا۔ عجیب محویت و کیفیت سبھوں پر طاری ہوگئی۔ بار بار نعرہ ہائے تکبیر و "علامہ شبیر احمد عثمانی زندہ باد" بلند ہوتے رہے۔ اکثر جملوں کو مکرر پڑھنے کی درخواست ہوتی رہی اور تقریباً پون گھنٹے تک اجلاس کی کوئی کارروائی نہ ہوسکی۔ پنڈال کے ہر گوشے سے لوگ اس کے خیر مقدم کے لئے وفور جوش سے اُبلتے رہے اور اس کے شائع کرنے کے لئے چندہ پیش کرنے لگے۔ ایک صاحب نے بنگلہ ترجمہ و اشاعت کا ذمہ لیا اور دوسرے بزرگ نے گجراتی میں۔

شکریہ میں لاکھوں مسلمانوں کی طرف سے اور کل ہند جمعیۃ العلماء اسلام کانفرنس کی طرف سے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ کی خدمت میں مخلصانہ شکریہ عرض کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ملت کی رہنمائی کے لئے حضرت کو صحت و قوت مرحمت فرمائے آمین

احقر

سید محمد قریش (شمسی) غفرلہ

ناظم کل ہند جمعیۃ العلماء اسلام کلکتہ

۷ر نومبر ۱۹۴۵ء

۱ آپ گٹھیا کے مرض کے باعث عرصۂ دراز سے بیمار تھے اور دیوبند میں مقیم تھے۔ مرتب

ایڈیٹر عصر جدید کلکتہ کا نوٹ

اس پیغام کو عصر جدید اخبار کلکتہ نے شائع کیا اور اس کے اول میں حسب ذیل نوٹ لکھا۔
"ذیل میں ہم آج حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا روح پرور پیغام درج کرتے ہیں جو کل ہند جمعیۃ العلماء اسلام کے اجلاس کلکتہ میں پڑھ کر سنایا گیا اور جسکی خالص اسلامی روح اور دلنشیں نکات زبردست دلائل اور سچے مسلم دل سے نکلی ہوئی اپیل ہزاروں ہزار شرکائے اجلاس کے دل و دماغ پر چھا گئی۔ پیغام سنائے جانے کے وقت اس عظیم الشان مجمع کی محویت کے نظارے میں جو حلاوت ایمانی خود اس اجتماع عظیم کے ہر ہر فرد نے محسوس کی اس کا اندازہ کوئی بیان کرنے والی زبان بیان نہیں کر سکتی۔ ٹھیک ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ برسوں اور مدتوں کی سوکھی اور پیاسی زمین پر بڑی امید، بڑے انتظار اور بڑی تمنا کے بعد غیر متوقع طور پر یکبارگی باران رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ ہم اس پیغام کو درج کرتے ہوئے مسلمانان ہند سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اسکو بار بار پڑھیں دوستوں کو سنائیں اور اس پمفلٹ کو اس ذیلی بر اعظم کے طول و عرض اور شمال و جنوب کے گوشے گوشے میں ہر ہر مسلم گھر میں پہنچا کر دم لیں۔"
(عصر جدید کلکتہ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

اس پیغام کے بعد علامہ عثمانی مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان کی حمایت میں اور آگے بڑھے اور مسلم لیگ کے خلاف جو فتویٰ یا اعلان کسی صاحب کی طرف سے شائع ہوتا اس کا مدلل اور مسکت جواب دیتے۔ اگلی سطور میں ایسے ہی ایک فتوے کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

جمعیت العلمائے ہند کے ایک جلیل القدر عالم کا فتویٰ
مسلم لیگ میں شرکت حرام ہے

جمعیۃ العلمائے اسلام کلکتہ کے اجلاس کی شہرت ہو چکی تھی۔ جمعیۃ العلماء ہند دہلی نے اسکے مضرات کو سمجھ لیا تھا اس لئے ان میں سے ایک جلیل القدر عالم نے اجلاس کلکتہ کے دوران ایک فتویٰ جاری کیا جس میں مسلم لیگ میں شرکت کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ نیز اس فتوے میں قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا لقب دیا گیا تھا۔ یہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو دہلی سے جاری ہوا۔

علامہ عثمانی کا جواب

علامہ عثمانیؒ نے مذکورہ بالا فتوے کا حوالہ دیتے ہوئے اس کا جواب حسب ذیل الفاظ میں دیا۔
"(مولانا) مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اس کے کیا دلائل شرعیہ پیش کئے ہیں۔ محض کسی عالم کے اتنا کہہ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے دوسرے علماء کیسے ساکت ہو سکتے ہیں۔ دلائل سامنے ہوں تو ان پر کچھ کہا جائے۔ مجھے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے بڑے مقدس ادارے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لیکن یہ چیز اس کا سبب نہیں بن سکتی کہ ادارے میں شرکت ہی حرام ہو۔ درانحالیکہ اس کے فوائد اور منافع اس کے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔

مسلم قوم کی مستقل ہستی لیگ نے منوائی

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور سے قطع نظر کر کے اگر لیگ کے وجود سے اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اس کی غیر مخلوط صاف آواز ہر انگریز اور ہندو دونوں کے نزدیک تسلیم کر لی گئی اور تھوڑی سی مدت میں بدون بہت زیادہ نقصان اٹھائے دنیا نے ہندوستان کے اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا بلکہ لیگ اور کانگریس کو صلح یا جنگ کے ہر معاملے میں ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑا کیا جانے لگا تو کیا یہ فائدہ شرعی اور سیاسی نقطۂ نظر سے کچھ کم ہے؟"
(شائع شدہ رہبر دکن حیدر آباد مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

شبیر احمد عثمانی

اس جواب سے جمعیۃ العلماء ہند دہلی کے ایک جلیل القدر عالم کے لیگ میں شرکت کو حرام قرار دینے کا مسلمانان ہند پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ علامہ عثمانی کی تحریروں نے ہی مسلمانوں کو مسلم لیگ کی طرف کھینچ لیا یعنی وہ مسلمان جو اب تک شرعی حیثیت سے مسلم لیگ میں شرکت کرنے سے تذبذب میں تھے ان کا تذبذب جاتا رہا۔

مرکزی اور صوبائی الیکشن

ان سرگرمیوں اور کشاکشوں کی وجہ اور دونوں طرف سے زور لگانے کا سبب آئندہ آنے والے مرکزی اور صوبائی انتخابات بھی تھے ان انتخابات میں اگر مسلم لیگ کے نمائندے کامیاب ہو کر نہیں آتے تو کانگریس کے ہندو ہمیشہ کے

بھرتی کرا سکیں گے۔ میں اس کے لئے تیار ہوں کہ آپ حضرات کے ساتھ مل کر اس کام میں حصہ لوں میرے نزدیک تو اصلاح کی یہ ہی بہترین شکل ہے۔ اس پر مولانا احمد سعید صاحب نے فرمایا کہ یہ تو صحیح لیکن جب ہم لوگ ایسا کریں گے تو یہ راجے مہاراجے نواب اور سر مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر دوسری مسلم لیگ بنالیں گے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اگر وہ نئی مسلم لیگ بنا ہی لیں گے تو اس سے کیا ہوگا عوام کی طاقت تو ہمارے ہی ساتھ رہے گی (سر شفیع مرحوم نے بھی تو ایک زمانہ میں شفیع لیگ بنائی تھی لیکن اس کا حشر کیا ہوا۔ جب شفیع صاحب رحلت کر گئے ان ہی کے ساتھ ان کی لیگ بھی ختم ہو گئی اور رابطۂ عوام وہ کبھی بھی پیدا نہ کر سکے)

رہا ان بدتمیزیوں کا قصہ جو آپ کے ساتھ ہوئیں اس کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ میں نے جو پیغام جمعیۃ العلماء اسلام کے اجلاس کلکتہ کے موقع پر بھیجا تھا اس میں صاف طور سے لکھ دیا تھا کہ یہ پرلے درجہ کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے یا مولانا حسین احمد وغیرہ کے ساتھ کوئی ناشائستہ سلوک کیا جائے۔

انگریزی خواں طلباء کی شکایت کرنے سے پہلے طلباء دار العلوم دیوبند کی اصلاح کیجئے

اس موقعہ پر مجھے ایک بات کہنی پڑتی ہے وہ یہ کہ جن انگریزی خواں طلباء کے رویہ کی شکایت فرمارہے ہیں وہ نہ تو آپ کے مرید ہیں نہ شاگرد۔ نہ انہوں نے کسی دینی ماحول میں تربیت پائی ہے (اور سمجھتے یہ ہیں کہ آپ مسلم قوم کو ہندوؤں کی دائمی غلامی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں) اس کے مقابلہ میں جو عربی مدارس کے طلباء آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی ماحول بلکہ مرکز دین و اخلاق میں تربیت پانے والے ہیں ذرا ادھر بھی تو دیکھئے کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے دار العلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دار العلوم کے تمام مدرسین، مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو کے) بالواسطہ یا بلا واسطہ مجھ سے تلمذ رکھتے تھے۔ دار العلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے اور وہ فحش اور گندہ مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جاتی تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں۔ کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے۔

حریت اخبار کے علامہ عثمانی پر رکیک حملے

"حریت" اخبار دہلی (زیر ادارت عزیز حسن بقائی) آج کل جو میری ذاتیات پر نہایت رکیک مضامین لکھ رہا ہے کیا آپ حضرات میں سے کسی نے اس پر بیزاری کا اظہار کیا۔ اس پر سب کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں۔

مولانا احمد سعید صاحب نے اتنا فرمایا کہ اجی حضرت عزیز حسن بقائی[لہ] تو ہمیشہ اسی قسم کی بیہودہ بکواس کیا کرتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں۔ علامہ عثمانی نے فرمایا اس وقت تو وہ آپ کی حمایت اور ہمنوائی میں سب کچھ کہہ رہا ہے۔ گو مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ایک زمانہ میں اس نے آپ صاحبان کو بھی بری طرح مجروح کیا تھا۔ لیکن دکھلانا صرف یہ ہے کہ آپ حضرات نے کبھی اس قسم کی چیزوں سے جو ہمارے متعلق کہی گئیں۔ اظہار بیزاری نہیں کیا نہ کسی پر ملامت کی۔ ہم نے تو یہ کیا کہ ہم موقع ملنے پر ایسے امور سے پوری قوت کے ساتھ اظہار بیزاری کرتے رہے۔

فرقِ عمل

محلہ کسرول مراد آباد کے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مولانا حسین احمد صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب آپ کے نزدیک محض ذاتی مفاد کے لئے ہندوؤں کا ساتھ دے رہے ہیں یا ان کا اتباع بے دینی اور کفر ہے یا وہ اپنے استاد کے مسلک سے ہٹ گئے ہیں؟

میں نے جواب میں لکھا کہ میرے خیال میں ہی نہیں آسکتا کہ یہ حضرات محض ذاتی مفاد کے لئے ایسا کریں وہ اپنے نزدیک جو حق سمجھتے ہیں کر رہے ہیں۔ اور اسی کو اپنے استاد کا مسلک سمجھتے ہیں۔ باقی یہ لازم نہیں کہ جو ان کا خیال ہے وہ واقع میں صحیح ہو۔ نہ ان کی تقلید دوسروں پر واجب ہے۔ امور مذکورہ کا تذکرہ میں نے اس لئے نہیں کیا کہ مجھے کوئی انتقام لینا مقصود نہیں ہے میں تو بہر صورت ایسے امور کو برا سمجھتا ہوں۔ دکھلانا صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنی بساط کے موافق اس قسم کے امور کو روکنے کی ہمیشہ سعی کی۔

مولانا مدنی کا پاکستان کے خلاف ایک استدلال
(اور)
علامہ عثمانی کی طرف سے اس کا مسکت جواب

آخر گفتگو میں مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے اپنی جیب سے دو تین کالم کا ایک مضمون نکال کر

لہ عزیز حسن بقائی دہلی کی مشہور صحافی شخصیت جنکی زبان اور قلم تہذیب کا دامن چھوڑ کر گندہ زبانی پر معروف ہے (باقی صفحہ ۱۰۴ پر دیکھئے)

مکتوب شورش صاحب سولپورہ بنام علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

۔۸۶

اسلامی شریعت میں قیادت و امارت کا سوال

مالیگاؤں - ۳۰ر نومبر ۱۹۴۵ء

محترم قبلہ مولانا شبیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ عصرِ جدید کلکتہ میں آپ کا وہ پیغام جو آپ نے جدید جمعیۃ العلماء اسلام کے اجلاس کیلئے روانہ فرمایا، دیکھا۔ مضمون کے آغاز میں آپ نے جتنی باتیں لکھی ہیں اس سے ہمیں کچھ اختلاف نہیں لیکن بعد میں مسلم لیگ کی حمایت میں جتنے دلائل پیش کئے ہیں میری ناچیز رائے میں مسلم لیگ اس کی اہل نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ اس وقت مسلم لیگ کے ساتھ سوادِ اعظم ہے لیکن اسی طرح جس طرح امام امت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مسلمانوں کی اکثریت یزید کے ساتھ تھی۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سوادِ اعظم کا ہر حکم مسلمانوں کیلئے واجب التعمیل ہے تو نعوذ باللہ حضرت امام حسینؓ صاحب نے اس حکم سے کیوں سرتابی کی۔

اسلامی شریعت میں جماعت کی تشکیل کس نہج پر ہونی چاہیے آپ نے اپنے بیان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔ قرآن مجید "حبل اللہ"[1] کے متعلق جو آیت نازل ہوئی تو کیا وہ مسلم لیگ پر صادق آتی ہے جبکہ قائدِ اعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ ہائی کمان کے اکثر ارکان شعائرِ اسلامی کی علی الاعلان بے حرمتی کرتے ہیں۔ کیا اسلامی جماعت کا قائد کسی فاسق و فاجر کو بنایا جا سکتا ہے جبکہ سوادِ اعظم بھی مصر ہو کہ ہمارا قائدِ اعظم مسٹر جناح ہی ہے۔ کیا ہندوستان میں ہزاروں علماء اور نائبینِ رسول کے ہوتے ہوئے مسٹر جناح مسلمانوں کے قائدِ اعظم ہو سکتے ہیں۔

---

[1] قرآن کریم میں "حبل اللہ" کے لفظ اس آیت میں ہیں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا۔ یہ آیت مدینے کے اوس و خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو مشرف باسلام ہونے کے بعد ایک کافر کے اکسانے اور پرانی باہمی جنگیں یاد دلانے پر قریب تھے کہ خونریزی میں مصروف ہو جائیں۔ تلواریں میان سے باہر نکل چکی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی۔ ان دونوں قبیلوں میں پچاس سال جنگ رہی لیکن اسلام کی برکت سے مسلمان ہو کر دونوں شیر و شکر ہو گئے تھے اب پھر لڑنے پر تیار ہو جانے پر نادم ہوئے اور شیطان کے اس داؤ ڈالنے پر جنگ کے لئے آمادہ ہو جانے پر شرمندہ ہو کر توبہ کی۔ حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی کو پکڑو سے مراد قرآن کریم ہے اسکی پناہ لو اس پر عمل کرو تا ایسی جنگ کی نوبت نہ آئے۔ انظار

برائے مہربانی ان تمام سوالوں کے جوابات براہ راست میرے پاس روانہ فرمائیں یا بمبئی کے روزناموں میں شائع فرمائیں۔

آخر میں میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ مجھ جیسا گناہگار انسان آپ جیسے جید عالم سے اس قسم کے سوالات کرنے کی جرأت کر رہا ہے۔ اس قسم کے سوالات کرتے وقت میرے سامنے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اسوۂ حسنہ ہے کہ ایک معمولی بدو خلیفہ وقت حضرت عمرؓ فاروق سے بھری مجلس میں سوالات کرتا ہے اور حضرت فاروق اعظم نہایت نرمی سے اسکا جواب دیتے ہیں۔ اسی طرح آج بھی ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ محمد علی جناح اور مسلم لیگ ہائی کمان سے باز پرس کرے۔ فقط

شورش مالیگانوی

رسولپورہ مالیگاؤں (ضلع ناسک، بمبئی)

۲ - دوسرا مکتوب علامہ عثمانی بجواب شورش صاحب مالیگانوی

از دیوبند - ۶ر ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ
(مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۴۵ء)

برادر مکرم - بعد سلام مسنون آنکہ

میں نے اپنے مضمون میں سوادِ اعظم سے کوئی بحث نہیں کی اس لئے اس کی جوابدہی کی مجھے ضرورت نہیں۔ آیت "حبل اللہ" سے مراد قرآن مجید لیا ہے۔ مسٹر محمد علی جناح اور دوسرے اکابر لیگ برابر اعلان کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ قرآن کریم کی ہدایات و تعلیمات کا اتباع کریں اگر ان کا عمل اس کے خلاف ہے تو فسق ہوگا۔ ہم جیسے کتنے ہی علماء ہیں جو دوسروں کو شب و روز نصیحت کرتے ہیں مگر عملدرآمد بہت سی چیزوں میں اس کے موافق نہیں۔ حافظ شیرازی نے اسی کا شکوہ کیا تھا۔

"واعظاں[1] کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند"

مقصد یہ ہے کہ محض بد عملی سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔ باقی ارکانِ اسلام اور شعائر اللہ کی علی الاعلان بے حرمتی مجھے معلوم نہیں۔ اس کی تفصیل آپ نے کچھ نہیں کی تا کہ اس پر غور کیا جاتا۔

سیاسیاتِ حاضرہ مسٹر جناح کی قیادت

بلا شبہ ہندوستان میں بڑے بڑے علماء دین اور نائبین رسول موجود ہیں لیکن آج دنیا میں جو سیاسی داؤ پیچ چل

---

[1] دوسرا مصرع یہ ہے "چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند"۔ انظار

اور عصری سیاست جن دور رس اصول مکر و کید پر مبنی ہے اس کی مہارت ہمارے بہت سے علما کو حاصل نہیں بلکہ اس کا سمجھنا بھی دشوار ہے اس لئے اس کا توڑ بھی مشکل ہوتا ہے۔ فرض کیجئے ایک بڑے سے بڑا زبردست عالم باوجود اپنے عظیم علم و تقوی کے ٹینک یا ہوائی جہاز کا استعمال کرنا نہیں جانتا تو اگر ایسے شخص سے یہ کام لیا جائے جو اس سے واقف ہو گو علم دین کا ماہر نہ ہو تو اس میں علماء کی کچھ تنقیص نہیں۔

آپ نے شاید سنا ہوگا کہ غزوۂ قسطنطنیہ کی جو بشارت صحیح بخاری کی حدیث میں آئی ہے اسکا امیر لشکر یزید بن معاویہ تھا اور اس کی کمانڈ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ متعدد صحابہ کام کر رہے تھے۔ اس غزوے میں حضرت ابو ایوب (انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وفات ہوئی اور قسطنطنیہ کے پھاٹک کے قریب دفن کئے گئے۔ تو کیا کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ حضرت ابو ایوب جیسے صحابہ اور ہزارہا تابعین کی موجودگی میں یزید سب سے زیادہ افضل تھا۔ پھر اس کی قیادت میں جنگ کرنا کس طرح ان بزرگ ترین افراد نے قبول کیا۔ اور دُور کیوں جایئے خود حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور دوسرے اکابر جمعیت العلماء ہند نے ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں شریک ہو کر اسی جناح کی صدارت و قیادت میں کس قدر شد و مد سے حصہ لیا اور جس قسم کے بیانات آج اسکے خلاف دئے جا رہے ہیں اس وقت اس کی موافقت میں دیئے۔ حالانکہ یہ سب حوال جو آپ مسٹر جناح اور لیگ والوں کے بیان فرما رہے ہیں اس وقت بھی موجود تھے۔ اب اگر کوئی مسلمان ان کے ساتھ لیگ میں شرکت کرتا ہے تو کیوں مورد اعتراض ہے۔ والسلام۔

شبیر احمد عثمانی از دیوبند

۱۷ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب حکیم رشید علی صاحب مراد آبادی بنام علامہ عثمانی

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا دام مجدکم العالی

السلام علیکم بندہ ناچیز آپ کے متوسلین میں ہے اور جماعت دیوبند سے منسلک ہے مگر موجودہ سیاسی خلفشار میں سخت پریشان ہے۔ خدارا میری مدد کیجئے۔

اس وقت ان لوگوں کی زندگی بہت تلخ ہے جو علماء سے اپنے دامن کو وابستہ رکھتے ہیں۔ مغربی تہذیب والے تمام علما کے وقار کو بلا کسی تفریق کے مٹانے اور مذہب کو پامال کرنے میں کوئی دریغ نہیں کرتے۔ اگر مولانا حسین احمد صاحب کو ہندوؤں کا زرخرید شیخ الہنود کہنے میں بے باک ہیں تو ان کے سیاسی مسلک کے مخالف بڑے سے بڑے مولوی کو اپنی جیب میں بتانے سے نہیں چوکتے۔ کھلے لفظوں میں "مولوی کا مذہب غلط یہ گروہ دنیا سے مٹ جانے کے قابل ہے" کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ ایسے نازک دور میں آپ جیسے جید عالم ہمدرد ملت کی بڑی سخت ضرورت ہے کہ ہماری رہنمائی کی جاوے۔ اس لئے کہ بلا تفریق علماء سے نفرت مذہب سے دور ہٹاتی ہے۔ کیا یہ واقعی بات ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے حضرات اپنے ذاتی مفاد کی بناء پر ہندوؤں کے ساتھ ہیں اور انکی اتباع ہمارے لئے کفر و بے دینی ہے اور وہ اپنے استاد کے مسلک سے ہٹ گئے اور مسٹر محمد علی جناح کی اتباع ہمارے لئے سراسر رحمت ہے اور وہ ہمارے صحیح قائد اعظم ہیں اور کسی موقع پر آپ نے قائد اعظم کے حد درجہ ایماندار ہونے کا اظہار فرمایا ہے۔ امید ہے کہ خدا کے واسطے ان خطرات سے جو مجھ کو پریشان کر رہے ہیں اپنی صحیح رہنمائی فرما کر مجھے نجات دلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔ فقط جواب کیلئے لفافہ اس خط میں ہے۔

خادم

حکیم رشید علی (بغیر تاریخ)

۳۔ تیسرا مکتوب از علامہ عثمانی بجواب حکیم رشید علی صاحب

برادر مکرم دامت مکارمہم۔ بعد سلام مسنون آنکہ کئی روز ہوئے آپ کا خط ملا۔

علماء کا اقتدار مٹانے کا الزام

بیشک بہت سے انگریزی تعلیم یافتہ جن کو دین کی خبر یا دین سے زیادہ لگاؤ نہیں علما کے وقار و اقتدار کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس کو مٹانے کی سعی میں رہتے ہیں لیکن ان کا یہ حال کچھ ۱۹۴۵ء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سرسید کے زمانے سے چلا آتا ہے اور سیاسی کشمکش بھی بیسیوں برس سے قائم ہے۔ اس کے باوجود آپ کو معلوم ہے کہ حضرت الاستاذ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا سے واپسی کے بعد انتہائی شدت مرض کے باوجود علی گڑھ کا سیاسی سفر انہی انگریزی پڑھے ہوئے حضرات کی درخواست پر گوارا فرمایا اور جو خطبہ حضرت کی طرف سے وہاں پڑھا گیا اس میں یہ الفاظ بھی تھے کہ

"اے نونہالان ملت جب میں نے دیکھا کہ میرے اس درد کے غمخوار جس سے میری ہڈیاں پگھلی جا رہی ہیں، مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور سکولوں اور کالجوں میں زیادہ ہیں تو میں نے اور میرے چند احباب نے ایک قدم علی گڑھ کی طرف بڑھایا۔"

اس کے بعد ۱۹۳۶ء میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور دوسرے بڑے بڑے علماء جمعیت نے پورے زور و شور کے ساتھ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں جو اسی مسٹر محمد علی جناح کی قیادت اور صدارت میں تھی شریک ہو کر لیگ کی انتہائی حمایت شرعی اور سیاسی حیثیت سے فرمائی جبکہ عامہ مسلمین

اس میں اس قدر تعداد میں شریک بھی نہ تھے۔ اس وقت بھی یہی مغرب زدہ لوگ اپنے اپنے اعمال وعقائد کے ساتھ پیش پیش تھے۔ اس وقت یہی خیال کیا گیا کہ محمد علی جناح آجکل کی سیاست کا ماہر ہے اور انگریز اور ہندو کی چالوں کو خوب سمجھتا ہے۔ اس لئے کسی نے یہ خیال نہ کیا کہ اسکے ہمنوا مغربی تعلیم یافتہ رفقا کے ذاتی حالات اور شخصی افعال سے تعرض کیا جائے اور ساتھ ہی ادھر سے بھی علما کی شان میں اس قسم کی بے ادبی نہیں کی گئی۔ پھر جب علما ادھر سے کٹ کر کانگریس کے بلا شرط ومعاہدہ حامی بن گئے تب لیگی لوگوں نے کانگریس کے ساتھ اسکی حمایت میں غلو کرنے والوں کی برائی بھی شروع کردی۔ جو علما ۱۹۳۶ء والے مسلک پر قائم رہے انکی طرف ان کا روئے سخن نہیں تھا۔ اگر الفاظ میں کچھ عموم ہوا تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے آپ نے مغربی تہذیب والوں کو علماء کے وقار کا دشمن بتلایا ہے۔ حالانکہ مغربی تہذیب والے بھی سب ایسے نہیں۔

مسلم قوم کے استقلال واقتدار کو ایک خطرہ اور اس کا صحیح حل

پھر اصل چیز اس بات کا دیکھنا ہے کہ ایک طرف اگر علما کے وقار کا سوال ہے تو دوسری طرف انگریز اور ہندو کی ملی بھگت سے ہندوستان میں اسلام اور مسلم قوم کے استقلال و اقتدار کو ایک دائمی خطرہ درپیش ہے بالکل اسی طرح کا بلکہ اس سے زائد جو نہرو رپورٹ کے سامنے آنے پر خود ہمارے علماء کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس ہوا تھا۔ اب ضرورت یہ تھی کہ مسلم قوم اور اس کے ملی استقلال کو مضبوط اور مامون بنانے کے لئے سب مسلمان بشمول نیشنلسٹ یکزبان ہو کر اس خطرے کے انسداد کی کوشش کرتے اور علماء کو جو شکایات انگریزی تعلیمیافتہ لوگوں سے ہیں تبلیغ و تفہیم اور جمہور کی اخلاقی طاقت کے ذریعہ انکے ازالہ کی سعی بلیغ عمل میں لاتے۔ اس کا علاج یہ نہ تھا کہ ہم کلمہ گو بھائیوں سے خفا ہو کر کسی دوسری قوم کی گود میں جا بیٹھیں۔ کیا ہم کو انگریز یا ہندو سے یہ توقع ہے کہ اپنی کاربرآری کے سوا وہ علماء کی عظمت و احترام کا پاس کرینگے اور ان مغرب زدہ گمراہوں سے زیادہ علماء کے وقار واقتدار کے قائم کرنے یا بڑھانے کی سعی کرینگے۔ بہرحال میں قواعد شریعت کی روشنی میں حالات حاضرہ پر غور کرنے اور فیما بینی وبین اللہ تعالیٰ سب پہلوؤں پر نظر ڈالنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس وقت صرف مسلم لیگ کے نامزد کردہ امیدوار کو ووٹ دینا چاہئے۔

جمعیۃ العلماء ہند کی حمایت مسلم لیگ

گویا میں آج اسی موقف پر ہوں جہاں مولانا حسین احمد صاحب اور دوسرے اکابر جمعیت ۱۹۳۶ء میں تھے۔ میرے متعدد مضامین اس سلسلے میں اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں ان میں قدرے تفصیل سے کام لیا گیا ہے اگر جی چاہے تو ان کو دیکھ لیجئے۔ آخر میں عرض ہے کہ یہ میری اپنی رائے ہے کسی دوسرے کو اس کا پابند کرنا مقصود نہیں جو شخص جس جانب کو اصلح سمجھے اختیار کرے۔ ہاں میرا مشورہ دریافت کرنے والوں کیلئے

یہی ہے۔ میرے حاشیۂ خیال میں بھی یہ نہیں آسکتا کہ مولانا مدنی اور حضرت مفتی صاحب محض ذاتی مقاصد کی بناء پر ہندوؤں کے ساتھ ہیں۔ یا ان حضرات کا اتباع معاذ اللہ کفر ہے۔ وہ اپنے نزدیک جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اسی کے حامی ہیں اور اسی کو اپنے استاد مرحوم کا مسلک سمجھتے ہیں۔ ہاں ضروری نہیں کہ انکی یہ رائے حق وصواب ہو یا دوسرے لوگوں پہ ان کی تقلید واجب ہو۔ والسلام

شبیر احمد عثمانی ازدیوبند

۷ر ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۳ر نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی بنام علامہ عثمانی

(نوٹ: مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی مشہور مذہبی اور سیاسی پیشوا ہیں۔ دیوبند کے فاضل ہیں۔ بڑے پرجوش مقرر ہیں۔ خلافت، کانگریس، احرار اور جمعیۃ العلماء ہند میں شریک رہے۔ انہیں نظریۂ پاکستان سے اجتہادی اختلاف ہے۔ وہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے شاگرد بھی ہیں۔ لیکن ان کے خط کی طرز تحریر اور مولانا نعمانی کی طرز تحریر میں نمایاں فرق ہے۔ انوار)

۸۶

حبیب روڈ لدھیانہ
۱۷ر نومبر ۱۹۴۵ء

حضرت استاذ المکرم علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جو فتوےٰ[1] ہمارے قتل کے جواز میں کلکتے میں تیار کیا گیا اس پر آپ کے دستخط پڑھ کر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اس دنیا میں ہر چیز کی امید کرنی چاہئے۔ آپکے ان دستخطوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ[2] نہیں ہونا چاہئے۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔ والسلام

حبیب الرحمٰن

---

[1] کلکتے میں قتل کے جواز کے فتوے سے اس پیغام کلکتہ کی طرف اشارہ ہے جو علامہ عثمانی نے کل جمعیۃ العلماء ہند کو بھیجا تھا جو گذشتہ اوراق میں گذرا ہے۔ محمد انوار الحسن

[2] یہ بے لحاظی قابل لحاظ ہے۔ شاگرد سے استاد کے لئے غیظ و غضب کے تیور پر حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ (مرتب)

۱۰۔ جواب ۹ سے واضح ہوگا کہ ہندو کی طرح مسلمان قوم بھی اپنا ایک آزاد مرکز چاہتی ہے۔ اسی کے ساتھ وطن کی آزادی میں پورا تعاون کرنے بلکہ آگے بڑھنے کے لئے تیار ہے اس طرح حامیان لیگ دونوں دشمنوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک کو نکال کر دوسرے کی یا بیک وقت دونوں کی دائمی غلامی میں رہنا نہیں چاہتی۔

۱۱۔ کیا مولانا شہید اسے پسند کرتے ہیں کہ تمام ہندوستان کی مخلوط مرکزی حکومت میں ۴۵ (پینتالیس) فیصدی نہیں بلکہ غیر مسلم چالیس میں سے تیس ہوں۔

۱۲۔ اس کا مفصل جواب اور جمعیۃ کے فارمولا پر بحث میرے تازہ مضمون میں جو ابھی چند روز ہوئے منشور وغیرہ میں چھپا ہے ملاحظہ کرلیا جائے۔

۱۳۔ تمام ذمہ داران لیگ کے بہت سے اعلانات اس بارے میں ہوچکے ہیں کہ ہمارا پروگرام قرآن کریم ہے اور خالص شرعی معاملات میں سنیوں کے علماء اور شیعوں کے مجتہدین کا فیصلہ مقدم رکھا جائیگا۔ میں اپنی ذاتی رائے کا پابند کسی کو نہیں کرسکتا اگر وعدہ خلافی کرینگے تو کانگریس سے کون عہود و مواعید کی پابندی کراسکتا ہے۔ اس سے کچھ زیادہ ہم مسلمانوں کے وعدوں کا اعتبار کرسکتے ہیں پھر مولانا سے کیا وعدے کئے تھے جنکی خلاف ورزی کی گئی۔ اب اگر کانگریس اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کرے تو وہاں کیا کرینگے۔

ازراہ کرم میرے سب مضامین مطبوعہ کہیں سے حاصل کرکے مطالعہ فرمالیں ورنہ اتنا وقت میرے پاس نہیں کہ ایسے لمبے لمبے خطوط کا ہر ایک کو جواب علٰحدہ علٰحدہ لکھ کر بھیجا کروں اور اس کی نقول رکھوں۔ (والسلام)

(شبیر احمد عثمانی)
از دیوبند
۱۶ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ (۲۲ نومبر ۱۹۴۵ء)

مکتوب مولانا عبدالحنان صاحب مظاہری بنام علامہ عثمانی

محترم المقام جناب مولانا صاحب زاد مجدہ

السلام علیکم۔ اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا مسلم لیگ کی حمایت کررہے ہیں اور لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو سفینۂ نجات اور پاکستان کو اقرب الی الشریعت متصور فرماتے ہیں۔ مجھے کسی طرح یقین نہیں آتا کہ جناب والا جیسا متبحر عالم ایسا بیان شائع کریگا۔ میرا خیال ہے کہ لیگ والے اپنے پروپیگنڈے کے لئے بالکل فرضی بیانات جناب کی طرف منسوب کرکے اخبارات میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ چند دیندار مسلمانوں کی رائے ہوئی کہ جناب والا سے براہ راست خط و کتابت کی جائے

تاکہ جناب کے خیالات صحیح طور پر معلوم ہوسکیں۔

جناب کو معلوم ہوگا یہ مسلم لیگ وہی ہے جس کے صدر مسٹر محمد علی جناح نے کلکتہ کے ایک عظیم الشان جلسے میں فخریہ طور پر فرمایا تھا کہ میں نے اس ناپاک جماعت کے وقار کو ختم کردیا جو اپنے آپ کو علماء کہتی ہے۔ جناح صاحب کی یہ تقریر لیگی اخبارات میں شائع ہوچکی ہے۔ جناب اس سے ضرور واقف ہونگے۔ یہ مسلم لیگ وہی ہے جس کے مشہور و معروف رہنما نواب محمد اسمٰعیل خاں لیڈر مسلم لیگ پارٹی یو۔پی نے شریعت بل کی مخالفت کی اور نائب امیر شریعت صوبہ بہار حضرت مولانا محمد سجاد صاحب مرحوم سے فرمایا تھا کہ کیا آپ شریعت بل پاس کرکے ہم لوگوں کو مسجد کی چٹائی توڑنے والے ملاؤں کا محتاج بنانا چاہتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہماری جماعت آپ لوگوں کو ایسا موقع نہیں دے سکتی۔ کیا ان مصدقہ واقعات کے ہوتے ہوئے کوئی غیرت مند عالم مسلم لیگ میں شامل ہوسکتا ہے یا اس کی حمایت کرسکتا ہے۔

پاکستان کی تشریح مسٹر جناح اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کے بیانات کے مطابق یہ ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبہ پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان کی حیثیت ایک ریاست کی ہوگی اور اس میں موجودہ طرز کی جمہوری حکومت ہوگی۔ ہندو اور مسلم دونوں کو تناسب آبادی کے اعتبار سے میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ بورڈ نیز اسمبلی وغیرہ میں ممبری نیز ملازمتیں ملیں گی۔ اس صورت میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۶۵ فیصدی ہوگی اور ہندوؤں کی ۳۵ فیصدی۔ برخلاف اس کے بہار، یو۔پی، سی۔پی، بمبئی، اڑیسہ، آسام میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۱۸ فیصدی ہوگی۔ بین الاقوامی جمہوری قانون کی بنا پر مسلم پاکستان، ہندوؤں کو راضی کرنے کے لئے مجبور ہے۔ بغیر ان کو رضامند کئے ہوئے وہ حکومت نہیں کرسکتے کیونکہ انکی تعداد وہاں ۳۰ فیصدی سے زائد ہوگی برخلاف اس کے ہندو ہندوستان میں مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے کیونکہ اتنی غیر موثر اقلیت کی رضامندی کے بغیر حکومت چلائی جاسکتی ہے اس وقت جبکہ صوبہ یو۔پی میں ۲۵ فیصدی ملازمتیں گورنمنٹ کے تمام محکموں میں مسلمانوں کو مل رہی ہیں تو مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہورہی ہے۔ جب صرف ۱۴ فیصدی ملازمتیں ملیں گی تو کیا حالت ہوگی کیا یہ صورت مسلمانوں کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ کیا ایسی صورت میں پاکستان کو اقرب الی الشریعت کہا جاسکتا ہے۔

بعض مخلص مسلمانوں کا یہ فارمولا کہ مرکز ایک ہو لیکن ممبران ۴۵ فیصدی ہندو ۴۵ فیصدی مسلمان ۱۰ فیصدی اچھوت وغیرہ ہوں اور کوئی تجویز ایسی پیش نہ ہو جو کسی کی تہذیب اور مذہب کے خلاف ہو اور جب تک ۲/۳ مسلم ممبر اس کی حمایت نہ کریں اس پر بحث نہ ہوسکے کیا آپ کے

نزدیک یہ فارمولا سفینۂ نجات نہیں بن سکتا۔

مہربانی فرما کر جواب سے جلد مطلع فرمایئے۔ مسلمانان گورکھپور جواب کے لئے بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ والسلام

عبدالحنان مظاہری
محلہ قاضی پور شہر گورکھپور

۷۔ ساتواں مکتوب علامہ عثمانیؒ بنام مولانا عبدالحنان صاحب "مظاہری" (فاضل مظاہر العلوم سہارنپور)

۱۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

۲۔ وہ بیانات میرے محض پروپیگنڈا نہیں۔ البتہ الفاظ میں کچھ اختصار ہو گیا ہے اصل الفاظ یہ ہیں کہ (اس وقت مسلم لیگ کو مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال کے لئے سفینۂ نجات تصور کرتا ہوں)

۳۔ اس کی تشریح بھی بعد میں لیگ والوں کی طرف سے ہو چکی ہے کہ اس سے تمام مراد نہیں خاص قسم کے علماء مراد ہیں۔

۴۔ جی واقف ہوں۔ مگر اس کا علاج یہ تھا کہ علمائے جمہور کی طاقت لیکر لیگ میں شامل ہوتے اور اپنا اقتدار منواتے اور عوام کی طاقت سے ایسے لوگوں کو ان عہدوں سے ہٹا کر خود لیگ پر قبضہ کرتے۔ نہ یہ کہ اسلامی مفاد کو پس پشت ڈال کر کفار کو اپنا بطانہ (رازدار دوست) بنالیں۔

۵۔ یہ تقریر میں نے نہیں پڑھی۔ اگر صحیح ہو تو اس کا جواب وہی ہے جو نمبر ۴ میں گذرا۔ اور اب اپنی صاحب کی وہ اپیل پڑھئے جو منشور مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۴۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ نیز وہ پیغام جو جمعیۃ العلماء اسلام کلکتہ کو انہوں نے بھیجا ہے اور مسلم لیگ کے دستور اساسی کی ابتدائی دفعات بھی ملاحظہ کیجیے۔

۶۔ نواب زادہ کی اس تقریر کا کٹنگ میرے پاس بھیج دیجئے پھر یہ شخصی رائے ہے مسلم لیگ کا پاس کیا ہوا ریزولیوشن نہیں۔ اصل چیز دیکھنے کی یہ ہے کہ تمام پاکستانی صوبہ جات کا ایک مستقل مرکز ہوگا جو پورے پاکستان کا دستور بنائے گا۔ اسی دستور اساسی کے تحت صوبے کام کریں گے اس مرکز میں پاکستان کی مجموعی تعداد کے اعتبار سے یہ نسبت نہیں رہے گی۔ وہاں تقریباً ساتھ اور ڈھائی کا تناسب ہوگا۔

اقرب الی الشریعۃ اس لئے کہا گیا ہے کہ پاکستان کی بنا جغرافیائی تقسیم پر نہیں بلکہ مسلمانوں کو ایک مستقل قوم تسلیم کر لینے پر ہے۔ وہ من حیث القوم دوسری قوم سے مساویانہ معاہدات کرے گی

اور دونوں قومیں انہی معاہدات کے تحت اپنے اپنے ہاں انتظامات کرنے پر مجبور ہوں گی۔ دو قوموں کے معاہدات میں عدد کی قلت و کثرت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ پھر پاکستان کے متصل ایسے ملک ہیں جن سے آزاد پاکستان معاہدات کر کے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کر سکتا ہے۔

۷۔ اس کا جواب میرے اس مضمون میں موجود ہے جو منشور (اخبار) ۲۱ر نومبر ۱۹۴۵ء میں چھپا ہے۔ (جو سب سے پہلے مکتوب بنام سعید الدین صاحب بہاری میں موجود ہے)

شبیر احمد عثمانی
۱۷ر ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ ۲۳ر نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب مولوی احمد اسمٰعیل صالح صاحب بودھان سائن ضلع سورت بنام علامہ عثمانی

۱۸ر نومبر ۱۹۴۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم المقام زید مجدکم۔ مزاج شریف۔ بعد تحیۃ مسنونہ حضرت اقدس میں گذارش اینکہ۔ اس موجودہ دور میں ہندوستانی مسلمان جس سیاسی کشمکش میں گھرے ہوئے اور وہ ہر اس حباب کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کو نظر آتے ہیں۔ ایسی حالت میں ایک سنجیدہ مسلمان اور راہ حق کے متلاشی کو کیا کرنا چاہئے اس کے متعلق حضور والا سے چند استفسار بطور آگاہی حقیقت حال اور یافتن راہ حق دریافت کرنے کی جرأت کرتا ہوں حضور والا کی ذات گرامی سے امید قوی ہے کہ گم گشتہ راہ کو حق کی راہنمائی فرمائیں گے۔

استفسارات

کیا حضور والا نے کوئی بیان بنام جمعیۃ العلماء اسلام کلکتہ ارسال فرمایا ہے اور آیا اس میں اس قسم کا مضمون بھی سپرد قلم کیا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کا وہ نصب العین جس کا وہ اظہار کرتی رہی ہے وہ کوئی برا نصب العین نہیں تھا اور نیز اس کی تاریخی قربانیاں بھی اوراق تاریخ میں ایک نمایاں نشان رکھتی ہیں مگر آج اس پر جو کچھ شکوک و شبہات کئے جا رہے ہیں وہ اسکی پچھلی چند سالہ روایات کی بنا پر ہے۔ اب گذارش حضرت والا سے ہے کہ کیا اس قسم کا بیان آپ نے جاری فرمایا ہے۔ اگر ہے تو پھر دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا اس کی پالیسی میں یا اس کے نصب العین و دستور اساسی میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ ہوئی ہے۔

آیا حضرت مولانا حسین احمد صاحب یا حضرت مفتی صاحب (مفتی کفایت اللہ) یا مولانا احمد سعید صاحب وغیرہم کی اس پالیسی میں جو حضرت شیخ الہند قدس سرہ العزیز کی موجودگی میں تھی اس میں رد و بدل ہوا ہے۔

حضور والا آج جس پاکستانی سکیم کو ہمارے سامنے کبھی اسلامی حکومت کی شکل میں اور کبھی جمہوری حکومت کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے آیا وہ مسلمانانِ ہند کے لئے شرعی اور جغرافیائی حیثیت سے مفید ہے یا مضر۔

اگر یہ مضر ہے تو پھر اس مضمون کا کیا جو اسی مذکور الصدر بیان میں موجود ہے کہ پاکستان کے بغیر اسلامی ہند کی آزادی ممکن نہیں اور ہندوستان کا علاج بھی پاکستان ہی ہے۔

حضرت محترم مسلمانوں کی سیاسی و مذہبی رہنمائی وہ شخص کر سکتا ہے یا مسلمانوں کا لیڈر وہ شخص بن سکتا ہے جو اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ اور اتباعِ شریعت میں کوسوں پیچھے دور ہو۔ یا وہ شخص جو متبع شریعت اور اسلامی روایات اور اصول کا پابند اور آشنا ہو۔ اگر یہ ثانی الذکر ہو سکتا ہے تو پھر ہم اس چیز کے دریافت کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا رہنما اور لیڈر مسٹر جناح بن سکتے ہیں یا مولانا حسین احمد صاحب۔

امید ہے کہ حضرت والا جواب باصواب سے جلد از جلد نوازتے ہوئے شکر گذاری کا موقع عنایت فرمائیں گے اور بہتر ہوگا اسی کاغذ میں جوابات تحریر فرما کر ارسال فرمائیں گے۔

احمد اسماعیل صالح

لوڈان سائن ضلع سورت

۸۔ آٹھواں مکتوب علامہ عثمانی بنام مولانا احمد اسمٰعیل صاحب

(نوٹ) کثرتِ خطوط کے جواب کے باعث اس خط میں آداب والقاب کے بغیر فوراً جوابات دیئے گئے ہیں۔ (مرتب)

جواب۱:۔ میں نے روایات کا لفظ نہیں لکھا بلکہ طرزِ عمل لکھا ہے۔

۲۔ نصب العین یا دستورِ اساسی اور طرزِ عمل کیا ایک ہی چیز ہیں؟ شیخ الہندؒ کا ہر وہ طرزِ عمل نہ تھا جو آج کل جمعیۃ العلماء دہلی کا ہے۔

۳۔ میں اپنے مشاہدات کی بناء پر یقین رکھتا ہوں کہ جو طرزِ عمل آج جمعیۃ علماء کا ہے ہرگز حضرت شیخ الہندؒ کا نہ تھا۔ وہ (معاذ اللہ) ہندو اکثریت کی دم کبھی نہیں بنے نہ انکا تابع محض بن کر رہے۔ وہ تو غالباً کانگریس کے ہر (چار آنے) والے ممبر بھی نہ تھے ان کے آخری پیغامِ صدارت کو دیکھئے جو وفات سے نو دن پہلے جمعیۃ العلماء کے اجلاس دہلی میں پڑھا گیا تھا اس سے دو قوموں کا نظریہ بھی سمجھ میں آجائے گا۔

۷۔ میرے نزدیک مفید ہے۔

۸۔ یہ الفاظ میرے بیان میں نہیں۔ اصل الفاظ نقل کرنے چاہئیں تب جواب دیا جا سکتا ہے۔

موجودہ سیاسیات میں مسٹر جناح کی قیادت

۹۔ خالص مذہبی حیثیت میں مولانا سے مسٹر جناح کا مقابلہ نہیں کیا جارہا ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ آجکل دنیا کی سیاست اسلامی سیاست نہیں بلکہ یہ سیاست بہت ہی گہرے اور باریک اصول مکر و کید پر مبنی ہے اس کا توڑ وہ کر سکتا ہے جو پہلے ان آئینی چالوں کو سمجھ لے۔ اس اعتبار سے بکثرت مسلمانوں نے مسٹر جناح کو آگے رکھا ہے کہ وہ انگریز اور اس کے شاگرد ہندو کی چالوں اور ان کے داؤ پیچ کو بخوبی سمجھتا ہے اور ان کا مکر و کید ان ہی کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ اگر یزید کی قیادت میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ و تابعین غزوہ قسطنطنیہ میں کام کر سکتے ہیں تو یہاں کے مسلمان مسٹر جناح کی قیادت میں کیوں یہ سیاسی کام نہیں کر سکتے۔ والسلام

شبیر احمد عثمانی

۱۷ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب مولوی عبدالاحد صاحب قاسمی ع ۷ پوربین چوک بازار ڈھاکہ بنام علامہ عثمانی

حضرتنا المطاع ازید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل سیاسی بحران کے پُر فتن دور میں علماء کرام کے معمولی سے معمولی اختلاف کو جو حیثیت دیدی گئی ہے وہ حضرت والا سے یقیناً مخفی نہیں ہے۔

بناءً علیہ قلبی اطمینان کے لئے حسبِ ذیل امور دریافت طلب ہیں للہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔

۱۔ کیا مولانا حسین احمد صاحب نے گاندھی کی پالیسی کو جمعیۃ العلماء کا نصب العین بنالیا؟

۲۔ جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے جو جمعیۃ کلکتہ میں قائم ہوئی ہے کیا اس کا مسلک وہی ہے جو حضرت سیدنا الامام شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا تھا؟

۳۔ کیا حضرت والا مسلم لیگ کے ممبر نہیں؟

۴۔ قومی مدارس اسلامی (جو برطانیہ کی تائید سے مبرا ہیں) کو چھوڑ کر برطانیہ کے ماتحت اداروں میں (جہاں اعلانیہ فسق و فجور کا شیوع طلبہ و اساتذہ میں ہوتا ہے) حدیث پڑھانے پر مقرر ہونا کیا اکابر دیوبند کے نزدیک مستحسن نہیں ہے۔

سوائے قتل کے فتوے سے اور کن الفاظ سے تعبیر کروں یہ کس کی مجال ہے کہ کوئی آپ کو یہ کہے کہ آپکو اپنی رائے کے اظہار کا حق نہیں لیکن آپ انصاف فرمائیں جو شخص کسی سیاسی جماعت[1] میں کوئی کام نہ کر رہا ہو اسے کسی سیاسی رائے دینے کا کیوں حق حاصل ہے۔ آپ یقین فرمائیں کہ آپ نے ہمارے ہی قتل کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ آپ نے اپنے اور تمام علما کے خلاف قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ زمانہ میری اس بات کی شہادت[2] دے گا اور وقت بتائے گا کہ علما نے جناح کے پیچھے لگ کر اسلام کو کتنا نقصان پہنچایا۔ آپ آج اس جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں جو قادیانیوں، تبرائیوں (تبرا کرنے والے شیعہ) اور خدا و مذہب کے منکر کمیونسٹوں کو ہمراہ لے کر اسلام کو سربلند کرنے کے لئے چلی ہے آپ کے بزرگواروں کا فتویٰ تو یہ تھا کہ سر سید احمد کے ساتھ اشتراک عمل بھی جائز نہیں اور ہندوؤں سے مل کر دنیاوی کام چلانے میں کوئی حرج نہیں۔ تقریباً تیس برس کا عرصہ ہوا آپ نے دیوبند میں مجھ سے نصرۃ الابرار کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ "تمہارے بزرگوں نے سر سید احمد اور قادیانیوں کے بارے میں جس رائے کا اظہار فرمایا وہ ان کا کشف صریح تھا اور انہوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچا لیا۔" رسالہ نصرت الابرار بھیج رہا ہوں اس پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کے دستخط ہیں۔ اللہ کی شان ہے سر سید کو کافر کہنے والوں کی روحانی اولاد اسی سر سید کی روحانی اولاد کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے اور اسی کو اسلام اور مسلمانوں کا نجات دہندہ سمجھتی ہے۔

میں اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سہارنپور میں آپ کے اس بیان کا ذکر کر رہے تھے کہ مولانا حفظ الرحمٰن کے آنسو آگئے اور انہوں نے کہا کہ آگے حضرت تھانوی[3] رحمۃ اللہ کے ذریعہ سے ہمارے اور اسلام کے دشمن ہم کو ذبح کرتے تھے۔ اب آپ نے ان کی جگہ لے لی۔ ایک طرف آپ کی عظمت وعزت اور دوسری طرف دشمنان اسلام کے ہاتھوں اپنی اور اسلام کی تباہی دیکھ رہے ہیں اور خاموش بھی نہیں رہ سکتے۔ آخر آپ ہی فرمائیے کہ ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں۔

آپ نے لفظ بدلحاظی کا تحریر فرما کر مجھے بہت دکھ پہنچایا میری بدلحاظی کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے سہارنپور کے جلسے میں آپ کے اس بیان کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے ہیں کہ:-

"میں علامہ شبیر احمد عثمانی کے جوتوں کو اپنے سر پر باندھنا فخر[4] اور اپنے لئے باعث نجات سمجھتا ہوں"

---

[1] علامہ عثمانی نے ہمیشہ سیاسیات میں حصہ لیا ہے البتہ سیاست کے پیچھے ڈنڈا لیکر نہیں پڑے۔ مرتب۔ [2] حضرت تھانوی اور مولانا عثمانی دونوں پر یہ اتہام ہے اور ان کے قتل کے مترادف ہے۔ مکالمۃ الصدرین میں اس بات کا مسکت جواب آچکا ہے یہ دونوں حضرات ہندوؤں کی غلامی اور انکی سیادت کے ہمیشہ منکر رہے۔ مجھے امید نہیں کہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ایسا کہتے۔ وہ علامہ عثمانی کے مؤدب شاگرد تھے۔ مرتب۔ [4] حقیقت بھی یہی ہے کہ علامہ عثمانی کے جوتوں کو اگر وہ اپنے سر پر باندھتے اور لیگ میں آجاتے تو ان کے لئے یہ امر فخر کے قابل ہوتا اب تو صرف الفاظ ہی کہے جا سکتے ہیں جنکے اندر معنی نہیں ہیں۔ مرتب

آپ نے مجھے جناح خیال فرمالیا ہے کہ میں اپنے سے اختلاف رکھنے والے کو گالی دوں اور ان کی بے عزتی کروں۔ میں نے آج تک اپنی کسی تقریر میں معمولی سے معمولی لیگی کے متعلق سخت باتیں نہیں کہیں چہ جائیکہ آپ جیسی بزرگ ہستی کے متعلق کوئی سخت بات کہوں یا دل میں بھی لاؤں۔

حضرت اقدس غور سے سنئے یہ مسلم لیگی طبقہ کسی بھی عالم کا وقار اور اس کی عزت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ صرف اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے اور مذہب کو مٹانے کے لئے مذہب کے نام پر آپ حضرات سے کام لے رہا ہے میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر مسلم لیگ میں صداقت ہے تو پچاس فیصدی نشستیں علماء کے لئے مخصوص کر دے۔ ہم پنجاب سے احرار اور کانگریس کے ٹکٹ پر چند مستند علما کو کھڑے کر رہے ہیں اور دو تین دوست مثل علما کے ہیں عالموں کے لئے میں کوئی شرط نہیں لگاتا۔ عالم ہوں خواہ بریلوی ہوں خواہ دیوبندی ہوں کیوں کہ میرے نزدیک ہندوستان کی آزادی اور ہندو مسلمان کے مسئلے کا حل اور مذہب کی حفاظت صرف علما کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ اسمبلیوں کے اندر اور باہر سیاسیات پر قبضہ ہونا چاہیے۔ جب تک علماء اسمبلیوں میں پچاس فیصدی نہیں ہونگے ہندوستان کا مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا اور یہ پاکستانی مسلمان اسمبلیوں کے ذریعے سے ایسا نصاب تعلیم بنائیں گے جس سے مذہب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا اور اگر علما اسمبلیوں کے اندر موجود ہونگے تو نصاب تعلیم میں مذہب کا خیال رکھا جائے گا۔

حضرت والا کیا یہ حقیقت نہیں کہ جمعیۃ علمائے اسلام کلکتہ کو اس[1] لئے وجود میں لایا گیا کہ وہ جناح کی قیادت اور مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کی لوگوں میں تبلیغ کرے نہ کہ علما کی قیادت اور مذہب کی سربلندی کے لئے۔ دوسرے لفظوں میں اس جماعت کا وجود انگریزی[2] اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ آپ خود جانتے ہیں ان میں اکثر وہ علماء ہیں جو تحریک خلافت سے لیکر آج تک ہر اسلامی تحریک کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ یا علما یہ کہتے کہ ہماری تقلید کرو۔ ہم قربانی اور ایثار کے راستے سے ہندوستان کو آزاد کرائیں گے اور اسلام کو سربلند کر کے دکھائیں گے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جاتا کہ ہم صرف مسجدوں کے ملا ہی نہیں ہیں بلکہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کے ذریعہ سے دنیا کی سیاسی رہنمائی بھی کر سکتے ہیں اور قرآن کریم کی تعلیم ہی

---

[1] یہ ٹھیک ہے جس طرح کانگریس میں علما کو کانگریس کی تبلیغ کے لئے لیا گیا اسی طرح جمعیۃ العلماء ہند کلکتہ کو مسلم لیگ اور نظریۂ پاکستان کی حمایت کے لئے وجود میں لایا گیا۔ (مرتب) [2] مسلم لیگ کے افراد پر یہ شبہ محض شبہ ہی ہے مسٹر محمد علی جناح ہرگز انگریزوں کا اقتدار باقی رہنے کے خیال کے حامی نہ تھے سب ہی مسلم لیگ کے ۹۰ فیصدی گورنمنٹ کے خطابات تک واپس کر دیئے تھے (مرتب)

١٠- دسواں مکتوب از علامہ عثمانی بنام بشیر الدین احمد

برادر محترم - دامت برکاتہم - بعد سلام مسنون آنکہ گرامی نامہ پہنچا - آپ نے جو کچھ لیگ والوں کے حالات اپنے تجربہ کی بناء پر معلوم کئے ہیں مجھے ان کی تفصیلات نہ پوری معلوم ہیں اور نہ سر دست یہ چیز اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ اس وقت تو ایک اصول کی جنگ ہے اور اسی اصول پر لیگ کانگریس کا مقابلہ کر رہی ہے۔

مسلم لیگ اور کانگریس میں اصولی اختلاف

لیگ کہتی ہے کہ کم از کم ہندوستان کے ایک وسیع علاقے میں مسلم قوم کی آزاد حکومت ہو جسے پاکستان کہا جاتا ہے۔ کانگریس اس اصول کو نہیں مانتی کیونکہ ہندو قوم کا غلبہ ہے اور اس کا فائدہ اس میں ہے کہ ملک کو پوری آزادی ملے یا نہ ملے مگر کسی وقت اور کسی جگہ ہندو اکثریت کا طوق غلامی مسلمانوں کی گردن سے نکلنے نہ دیا جائے۔ مسلمانوں میں اس وقت جو کانگریس کی امدادی اور معاون جماعتیں ہیں وہ انکے ہمنوا ہیں اسی لئے لیگ ان جماعتوں کے مقابلے پر بھی مجبور ہوئی ورنہ اصل مقابلہ ان سے نہ تھا۔ میں نے اور بہت سے دوسرے علماء نے فی الحال جو تائید مسلم لیگ کی کی ہے اس سے مقصود صرف اس اصول کی تائید ہے جسکو ہم قواعد شریعت کے موافق سمجھتے ہیں اور ہمارے نزدیک اس کے خلاف کرنے میں مسلمانوں کا عظیم اور دائمی نقصان نظر آتا ہے۔

حکومت الٰہیہ کا نصب العین اور اسکی تشریح

حکومت الٰہیہ کے نصب العین سے کون مومن انکار کر سکتا ہے۔ اب اگر حکومت الٰہیہ سے مراد خدا کی وہ حکومت لی جائے جو تکوینی طور سے تمام مخلوقات پر اسے خود بخود حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یا وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۔

تو یہ بحث سے خارج ہے اور اگر تشریعی حکومت مراد ہے تو یہ حکومت الٰہیہ ہم سر دست ہندوستان میں کس جگہ قائم کرینگے۔ کیا ہندو مسلم کی مخلوط حکومت میں جہاں ایک اور تین یو تہائی کی نسبت ہوگی ظاہر ہے کہ یہ صورت حکومت الٰہیہ کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ کوئی وسیع خطہ پہلے ہم ایسا حاصل کریں جہاں حکومت الٰہیہ قائم کر سکیں۔ اب اگر پاکستان کا فیصلہ ہو جائے تو وہ ایک جگہ ایسی ہوگی جہاں قانون سازی کی طاقت مسلم اکثریت کے پاس رہے گی۔ لیگ کے موجودہ قائدین بھی بار بار اعلان کر رہے ہیں کہ پاکستان میں حکومت، قرآنی اصول کے مطابق شریعت مطہرہ کی قائم

ہوگی۔ ابھی حال میں بمقام پشاور پھر مسٹر جناح کے اعلان کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اگر فرض کیجئے اس وقت یہ لوگ منحرف ہو جائیں تو احرار تمام مسلمانوں کی طاقت ساتھ لے کر ان کو حکومت الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ پھر آئندہ اللہ چاہے تو اس کو اور آگے بڑھایا جا سکتا ہے بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت الٰہیہ کے حصول کیلئے پاکستان ہی زمین تیار کرے گا۔

رہا علماء کا اختلاف یہ رایوں کا اختلاف ہے ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس کو وہ اچھا سمجھے اس پر عمل کرے جس طرح ایک مریض شہر کے جس طبیب سے چاہے علاج کرائے۔ ہاں یہ عالم اور حکیم مشورہ اپنی طرف سے وہ ہی دیگا جسے وہ لوگوں کے حق میں مفید اور نافع سمجھے گا۔ والسلام

شبیر احمد عثمانی

١٨ ذوالحجہ ١٣٦٤ھ - ٢٣ نومبر ١٩٤٥ء

مکتوب مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری بنام علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدومنا و مولانا المکرم مدظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مزاج گرامی - آج روزنامہ نوائے وقت لاہور میں آپ کا ایک اعلان نظر سے گذرا جس میں آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ اس اعلان میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"مسلم لیگ مسلمانوں کیلئے سفینۂ نجات ہے"

یقین نہیں آتا کہ یہ اعلان آپ ہی کی طرف سے ہو۔ اگر فی الواقع یہ آپ ہی کا اعلان ہے تو میں اس کے متعلق چند گذارشات پیش خدمت کرنے کی جرأت کرتا ہوں امید ہے کہ آپ براہ کرم اولیں فرصت میں جواب باصواب سے مجھے سرفراز فرمائیں گے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلم لیگ کے ممبر کمیونسٹ بھی ہیں اور کمیونزم کی بنیاد ہی دہریت اور عداوت مذہب پر قائم ہے۔ مرزائی بھی لیگ کے ممبر ہیں اور انکی دونوں پارٹیاں (قادیانی اور لاہوری) الیکشن میں لیگ کو کامیاب بنانے کے لئے سرتوڑ کوشش اور انتہائی جدوجہد کر رہی ہیں۔ بلکہ مرزا محمود قادیانی نے اعلان کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کی کامیابی "احمدیت" کی کامیابی ہے۔ ان کے علاوہ آج لیگ کی سیاست پر وہ شیعہ لیڈر چھائے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے تبرا ایجی ٹیشن میں تبرائیوں کو ہر طرح امداد دی۔ جس جماعت کی تشکیل اس قسم کے بد دینوں اور مرتدوں سے عمل میں لائی گئی ہو اور جو جماعت کمیونسٹوں اور مرزائیوں کو مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دیتی ہو اس جماعت کو "سفینۂ نجات" قرار دینا آپ کی ذات گرامی سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ از راہ لطف و کرم مطلع